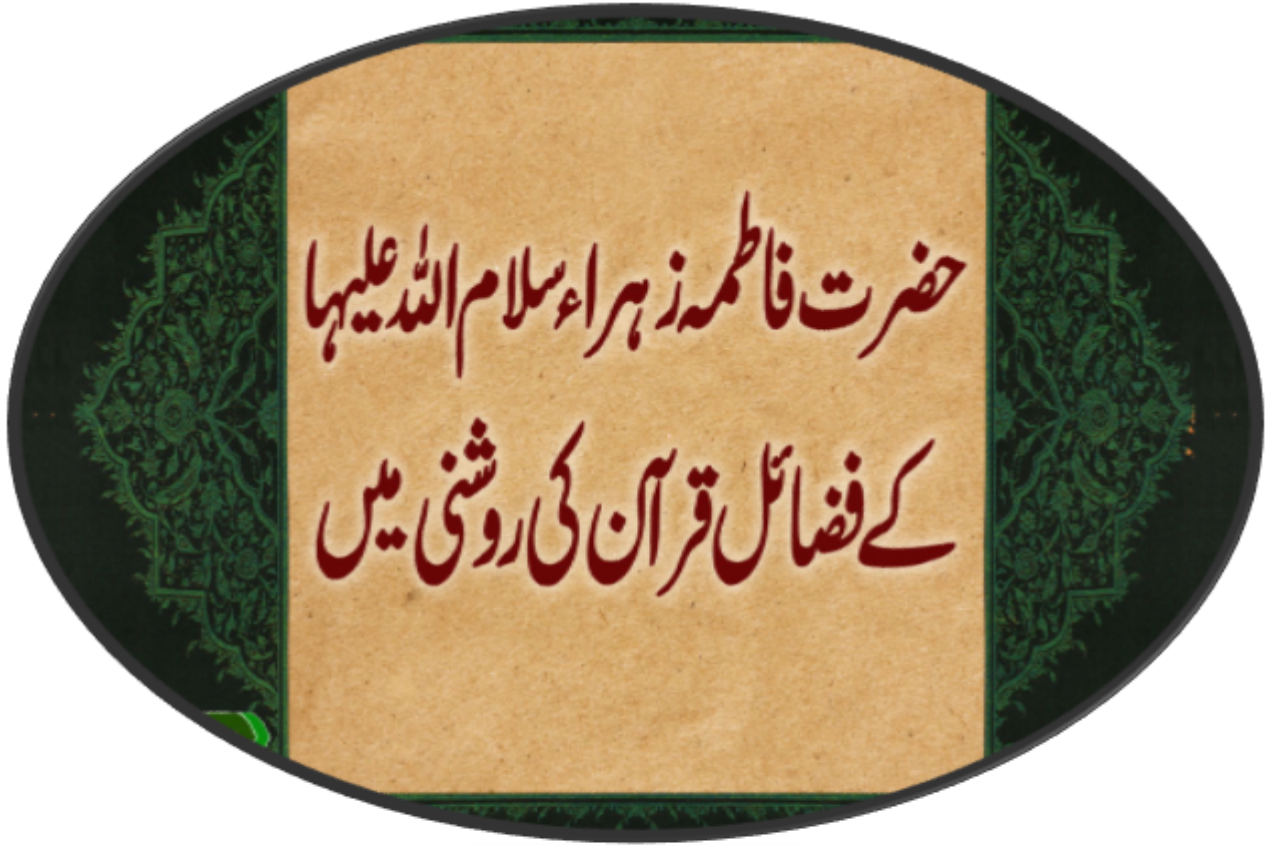




حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کے فضائل قرآن کی روشنی میں

حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کی فضیلت کو قرآن کریم کی متعدد آیات میں ذکر کیا ہے کہ انہی آیات میں سے ایک سورہ کوثر ہے جو قرآن مجید کے ۱۱۴ سوروں میں سے حجم کے اعتبار سے چھوٹی سورہ شمار ہو نے کے باوجود جامع ترین سورہ ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّا عَطَيْنَاكَ الْکُؤْتَرَ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَاَنْحِزْ اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ

(اے رسول) ہم نے تم کو کوثر عطا کیا تم تو اپنے پرورگار کی نماز پڑھا کر و اور قربانی دیا کر و بے شک تمہارا دشمن بے اولاد رہے گا۔

علامہ ابن حجر عسقلانی نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے جناب امیر المومنین سے فرمایا: کہ اے علی! تم اور تمہارے شیعہ حوض کوثر پر سیراب اور نورانی صورت میں ہونگے جب

کہ تمہارا دشمن پیاس سے زرد، وہاں سے نکالے جائیں گے۔

صواعق محرقہ

اس روایت کی بناء پر کوثر کا معنی حوض کوثر ہے نہ حضرت زہراء لیکن باقی تفاسیر میں اس سورہ کے شان نزول کو اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ ابن اسحاق نے لکھا ہے، جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند جناب قاسم جو نو عمری یا نونہالی میں دنیا سے چل بسے تو پیغمبر پریشان ہوئے اور آپ کے دشمنوں میں سے سر سخت دشمن عاص ابن وائل تھا کہنے لگا حضرت محمد اپنے فرزند قاسم کے مرنے کے بعد بے اولاد اور مقطوع النسل رہیں گے کیونکہ اس زمانہ میں بیٹیوں کو اولاد اور بقاء نسل شمار نہیں کیا جاتا تھا اس وقت خدا نے مشرکین کے اس طعنے کا جواب سورہ کوثر کے ذریعے دیا یعنی آپ پر سورہ کوثر کو نازل کیا اور کہا کہ آپ کی نسل کبھی بھی منقطع نہیں ہوگی بلکہ آپ کے دشمن ہی بے اولاد اور مقطوع النسل ہو گئے اور آپ کی نسل قیامت تک زہراءؑ کے ذریعے باقی رہے گی کہ اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ سورہ کوثر حضرت زہراءؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے اور جس جگہ میں یہ سورہ نازل ہوئی ہے وہ مقام آج سعودی عرب میں مسجد کوثر کے نام سے مشہور ہے اور حجاج اس مسجد کی زیارت کے لئے تشریف لے جاتے ہیں۔

بحار الانوار ج ۴۳، زندگانی فاطمہ زہراء ص ۱۲۰

نیز کوثر کے معنی کے بارے میں جناب فخر رازی جو اہل سنت کے مشہور و معروف مفسر ہے، نے کہا کہ کوثر سے مراد اولاد پیغمبر ہیں کیونکہ جب مشرکین نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اولاد ذکر نہ ہونے پر طعنے اور عیب جوئی شروع کی تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کے جواب میں اس سورہ کو نازل فرمایا ہے لہذا اہل بیت علیہم السلام پر بنی امیہ کی طرف سے ڈھائے گئے بے پناہ مظالم کے باوجود پیغمبر اکرم کی نسل سے (امام) باقر (امام) صادق (امام) کاظم اور (امام) رضا علیہم السلام جیسی ہستیوں وجود میں آئیں۔

تفسیر کبیر ج ۳۲ صفحہ ۱۲۴

دوسری آیت:

فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ آبَاءَنَا وَآبَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ
وَإِنْ قُضِيَ وَأَنْتَ مُسْكِمٌ ثُمَّ نَبِّئْهُمْ فَتَجْعَلُ لَعْنَتُ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ

آل عمران: ۶۱

پھر جب تمہارے پاس علم (قرآن) آچکا اس کے بعد بھی اگر تم سے کوئی (نصرانی) عیسیٰ کے بارے میں مجادلہ کرے تو کہو کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں تم اپنے بیٹوں کو اور ہم اپنی عورتوں کو اور تم اپنے عورتوں کو بلاؤ اور ہم اپنی جانوں کو بلائیں اور تم اپنی جانوں کو اس کے بعد ہم سب مل کر (خدا کی بارگاہ) میں گڑگڑائیں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں۔

اس آیہ شریفہ کے بارے میں جناب فرمان علی نجفی اعلیٰ اللہ مقامہ نے یوں تفسیر کی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں نجران کے نصاریٰ کو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لاکھ سمجھایا کہ ان کو خدا کا بیٹا نہ کہو حضرت آدم کی مثال بھی دی مگر ان لوگوں نے ایک بھی نہ سنی آخر آپ نے حکم خدا سے مباہلہ کی دعوت دی اور یہ قول آپس میں قرار ہوا کہ فلاں جگہ فلاں وقت میں ہم اور تم اپنے اپنے بیٹوں عورتوں اور نفسوں کو لے کر جمع ہوں اور ہر ایک دوسرے پر لعنت کریں اور خدا سے عذاب کا خواستگار ہوں جس دن یہ مباہلہ ہونے والا تھا اصحاب، ابن سنور کے در دولت پر اس امید میں جمع ہوئے شاید آپ ہمراہ لے جائیں۔ مگر آپ نے اول صبح حضرت سلمان کو ایک سرخ کمبل اور چار لکڑیاں دے کر اس میدان میں ایک چھوٹا سا خیمہ

نصب کرنے کیلئے روانہ کیا اور خود اس شان سے برآمد ہوئے کہ امام حسین گود میں لیا اور امام حسن کا ہاتھ تھاما اور جناب سیدہ آپ کے پیچھے اور حضرت علیؑ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی جناب فاطمہ کے پیچھے نکلے گویا اپنے بیٹوں کی جگہ نو اسوں کو اور عورتوں کی جگہ اپنی صاحبزادی جناب زہراءؑ کو اور اپنی جان کی جگہ حضرت علیؑ کو لیا اور دعا کی۔

خدا وندا! ہر نبی کے اہل بیت ہوتے ہیں یہ میرے اہل بیت ہیں ان کو ہر برائی سے دور اور پاک و پاکیزہ رکھ ۔ جب آپ اس شان سے میدان میں پہنچے تو نصاریٰ کا سر دار عاقب دیکھ کر کہنے لگا کہ خدا کی قسم میں ایسے نورانی چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹ جانے کو کہیں گے تو یقیناً ہٹ جائے گا لہذا خیر اسی میں ہے کہ مباہلہ سے ہاتھ اٹھاؤ، ورنہ قیامت تک نسل نصاریٰ میں سے ایک بھی نہ بچے گا آخر ان لوگوں نے جزیہ دینا قبول کیا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: واللہ اگر یہ لوگ مباہلہ کرتے تو خدا ان کو بندر اور سور کی صورت میں مسخ کرتا اور یہ میدان آگ بن جاتی اور نجران کا ایک فرد بھی نہ بچتا ، یہ حضرت علی کی اعلیٰ فضیلت اور حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کی شان میں کافی ہے۔

تفسیر فرمان علی نجفی ص ۷۸

اگرچہ انہوں نے تفسیر بیضاوی جلد اول سے اس بات کو نقل کر کے ان کا نظریہ حضرت علی کی فضیلت کے بارے میں ذکر کیا ہے لیکن آیہ شریفہ پورے اہل بیت علیہم السلام کی فضیلت بیان کرتی ہے لہذا حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کی فضیلت بیان کرنے میں آیہ شریفہ کافی ہے۔ مرحوم علامہ سید عبد الحسین شرف الدین نے لکھا ہے کہ پورے اہل قبلہ حتیٰ خوارج اس بات کے معترف ہیں کہ حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مباہلہ کے وقت خواتین میں سے صرف جناب سیدہؑ، احباب میں سے صرف آپ کے دو نوں نواسے حسن و حسین علیہما السلام، جانوں میں سے صرف حضرت علی علیہ السلام کو لے کر میدان میں گئے تھے کوئی اور شخص اس مباہلہ میں شریک نہ تھا۔

صحیح مسلم ج ۷ مسند احمد، سنن ترمذی ۴

تیسری آیت:

آپ کی فضیلت بیان کرنے والی آیت میں سے آیت مودۃ ہے ارشاد ہوتا ہے: قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ

شوریٰ آیت ۲۳

(اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم کہہ دو کہ میں اس (تبلیغ) رسالت کا اپنی قرابت داروں (اہل بیت) کی محبت کے سوا تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا ۔ اس آیت شریفہ کی تفسیر کے بارے میں جناب فرمان علی نجفی اعلیٰ اللہ مقامہ نے فرمایا: انصار اپنے ایک بڑے جلسہ میں اپنا فخر و مباہات کر رہے تھے کہ ہم نے یہ کیا اور وہ کیا، جب ان کی باتیں ناز کی حد سے بھی گزری تو ابن عباس سے نہ رہا گیا اور بے ساختہ بول پڑے کہ تم لوگوں کو فضیلت صحیح، مگر ہم لوگوں پر ترجیح نہیں ہوسکتی، اس مناظرہ کی خبر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تو آپ خود ان کے مجمع میں تشریف لائے اور فرمایا:

اے گروہ انصار! کیا تم ذلیل نہ تھے کہ خداوند نے ہماری بدولت تمہیں معزز کیا سب نے عرض کیا: بے شک پھر فرمایا کیا تم لوگ گمراہ نہ تھے تو خدا نے میری وجہ سے تمہاری ہدایت کی عرض کیا یقیناً پھر فرمایا: تو کیا تم لوگ میرے مقابل میں جواب نہیں دیتے وہ بولتے گیا آپ نے فرمایا: کیا تم یہ نہیں کہتے ہو کہ تمہاری قوم نے جھٹلایا تو ہم نے تصدیق کی تمہاری قوم نے تم کو ذلیل کیا تو ہم نے مدد کی اس قسم کی باتیں فرماتے جاتے

تھے یہاں تک کہ وہ لوگ اپنے زانوں کے بل بیٹھے اور عاجزی کے ساتھ عرض کرنے لگے ہمارے مال اور جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ سب خدا اور رسول کا ہے یہی باتیں ہر ہی تھی اتنے میں یہ آیت شریفہ نازل ہوئی اس کے بعد آپ نے فرمایا: جو شخص آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوستی پر مر جائے وہ شہید مرتا ہے جو آل محمد کی دوستی پر مرے وہ مغفور ہے، جو آل محمد کی دوستی پر مرے وہ توبہ کر کے مرا، جو آل محمد کی دوستی پر مرے وہ کامل الا یمان مرا، جو آل محمد کی دوستی پر مرا اس کو ملک الموت اور منکر و نکیر بہشت کی خوشخبری دیتے ہیں، جو آل محمد کی دوستی پر مرا وہ بہشت میں اس طرح بھیجا جائے گا جیسے دلہن اپنے شوہر کے گھر، جو آل محمد کی دوستی پر مرا وہ سنت اور جماعت کے طریقہ پر مرا جو آل محمد کی دشمنی پر مرا قیامت میں اس کی پیشانی پر لکھا ہوگا کہ یہ خدا کی رحمت سے مایوس ہے جو آل محمد کی دشمنی پر مرا وہ کافر ہے جو آل محمد کی دشمنی پر مرا وہ بہشت کی خوشبو بھی نہیں سونگھے گا۔ اس وقت کسی نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کی محبت کو خدا نے واجب کیا ہے وہ کون ہیں؟

فرمایا: علی وفاطمہ اور ان کے بیٹے حسن اور حسین۔ پھر فرمایا: جو شخص میرے اہل بیت پر ظلم کرے اور مجھے میری عترت کے بارے میں اذیت دے اس پر بہشت حرام ہے اسی مطلب کو علامہ زمخشری نے، احمد حنبل نے مسند احمد میں اور صاحب در منثور نے در منثور میں بھی نقل کیا ہے۔

تفسیر فرمان علی نجفی، صحیح بخاری، در منثور، مسند احمد

چوتھی آیت:

فَتَلَقَّٰهُ اٰدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّهُ يُوَدُّ التَّوَّابِ الرَّحِيْمُ

بقرہ آیت ۳۷

پھر آدم نے اپنے پرور گادر سے (معذرت کے) چند الفاظ سیکھے پس خدا نے (ان الفاظ کی برکت سے) آدم کی توبہ قبول کر لی بے شک وہ بڑا معاف کرنے والا مہربان ہے۔

اس آیہ شریفہ کی تفسیر کے بارے میں اہل سنت میں سے جناب ابن مغازلی نے ابن عباس سے روایت کی ہے: سئلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكَلِمَاتِ الَّتِي تَلَقَّىٰ آدَمُ مِنْ رَبِّهِ فَتَابَ عَلَيْهِ قَالَ سَأَلَهُ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ لَا تَبْتَ عَلَىٰ فَتَابَ عَلَيْهِ

در منثور، ینا بیع المودة، مناقب ابن مغازلی

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ وہ کلمات کہ جن کی برکت سے خدا نے حضرت آدم کی توبہ قبول کی ہے وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ پنچتن پاک ہیں یعنی محمد، علی، فاطمہ، وحسن، حسین کہ حضرت آدم نے ان کی برکت سے توبہ کی تو خدا نے ان کی توبہ کو قبول فرمایا۔

پانچویں آیت:

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

الاحزاب: ۳۳

(اے پیغمبر کے) اہل البیت خدا بس یہ چاہتا ہے کہ تم کو ہر طرح کی برائی سے دور رکھے اور جیسا پاک و پاکیزہ رہنے کا حق ہے ویسے پاک و پاکیزہ رکھے۔

شان نزول: اہل سنت نے روایات متواترہ کے ساتھ اس آیہ شریفہ کی شان نزول کے بارے میں اس طرح ذکر کیا ہے کہ یہ آیہ شریفہ جناب ام سلمہ کے گھر نازل ہوئی ہے جس وقت جناب ام سلمہ کے گھر میں حضرت پیغمبر

اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام اور حسن وحسین علیہما السلام کے ساتھ باقی خاندان بھی تشریف فرما تھے لیکن جب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی عبا کو گھر کے کسی گوشے میں بچھایا اور پنجن تن پاک کو باقی خاندان سے الگ کر کے فرمایا خدا یا: یہ میرے اہل بیت ہیں ان پر درود و سلام ہو پھر آیہ شریفہ نازل ہوئی لیکن جب حضرت ام سلمہ عبا کے قریب آنے کی خواہش کی تو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو منع فرمایا اور کہا اے ام سلمہ تم خیر پر ہو لیکن زیر عبا آنے کی اجازت نہیں ہے۔ اس مطلب کو جناب احمد ابن حنبل نے مسند میں صحیح ترمذی اور خصائص النسائی نے ذکر فرمایا ہے اور آیہ تطہیر نازل ہو نے کے بعد چھ ماہ تک ہر روز جناب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کی نماز کے وقت در حضرت زہراء پر تشریف لے جاتے تھے اور فرماتے تھے: اے میرے اہل بیت! نماز۔ اے میرے اہل بیت! نماز۔ کیونکہ خدا نے ہی ارادہ کیا ہے کہ میرے خاندان میں سے تم کو ہر ناپاکی سے دور رکھے اور ہمیشہ پاک و پاکیزہ قرار دیا ہے۔

زند گانی حضرت فاطمہ زہرا ص ۲۲۵، مسند احمد، خصائص النسائی

چھٹی آیت:

وَيُطْعَمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكْرًا

الانسان ۸،۹

اور وہ اس کی محبت میں محتاج، یتیم اور اسیروں کو کھانا کھلاتے ہیں ہم نہ تم سے بدلے کے خواستگار ہیں اور نہ شکر گزاری کے۔

جناب زمخشری اہل سنت کے معروف مفسرین میں سے شمار کیا جاتا ہے انہوں نے اپنے تفسیر الکشاف میں اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت امام حسن وحسین علیہما السلام مریض ہو گئے تھے اتنے میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چند اصحاب کے ساتھ ان کی عیادت کو تشریف لے گئے اور آپ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: اگر بچوں کی تندرستی اور شفا یابی کے لئے نذر مانگے تو کتنا بہتر ہے۔ اتنے میں حضرت علی اور حضرت زہراء اور ان کی خادمہ فضہ تینوں نے نذر مانگی کہ اگر حسنین کی بیماری ٹھیک ہو جائے، تو ہم تین دن روزہ رکھیں گے۔ جب حسنین ٹھیک ہو گئے تو حضرت علی علیہ السلام اور حضرت زہراء سلام اللہ علیہا وفضہ نے روزہ رکھنا شروع کیا لیکن افطاری کیلئے کوئی چیز نہ تھی لہذا حضرت علی علیہ السلام نے ایک یہودی سے تین صاع گندم قرض لے کر دو لت سرا میں آئے اور حضرت زہراء کے حوالہ کیا۔ جناب زہراء نے ایک صاع گندم سے روٹی تیار کی اور افطاری کے لئے دسترخوان پر لا کر رکھی، اتنے میں سائل کی طرف سے ندا آئی: اے خاندان نبوت درود و سلام آپ پر ہو میں ایک مسکین ہوں میرے پاس کھانے کی کوئی چیز نہیں ہے میری مدد کرنا خدا آپ کو جنت کی غذا نصیب فرمائے۔ اتنے میں کھانا مسکین کو دیا حضرت فضہ نے بھی ان کی پیروی کی اور اس دن کھانے کے بغیر پانی سے افطار کر کے رات گزاری پھر جب دوسرے دن روزہ رکھا افطار کا وقت آہنچا حضرت زہرا نے دسترخوان پر روٹی رکھی افطار کے منتظر تھے اتنے میں یتیم کی آواز آئی: اے اہل بیت پیغمبر میں یتیم ہوں میرے پاس کھانے کی کوئی چیز نہیں ہے میری مدد کریں۔ اس دن کی افطاری کو اسیر کے حوالہ کر دیا پھر پانی سے افطار کر کے سوئے لیکن جب چوتھے دن کی صبح ہوئی تو حضرت علی، امام حسن وحسین علیہم السلام کو لے کر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی بھوک کی

حالت دیکھ کر حیران ہوئے اور حسنین کو لے کر حضرت زہراء کے دیدار کو آئے دیکھا کہ حضرت زہراء محراب عبادت میں خدا سے راز و نیاز کر رہی ہیں جب کہ بھوک کی وجہ سے آپ کی حالت بھی معمول پر نہ تھی لہذا پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پریشان ہوئے اتنے میں جبرئیل آئے اور کہا اے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرے ایسے فدا کار اہل بیت ہو نے کی خاطر خدا نے تجھے سورہ ہل ائی کو ہد یہ فرمایا ہے کہ اس کو لے لیں لہذا حضرت زہراء کی فضیلت ثابت کر نے میں یہی روایت کا فی ہے کہ جو شیعہ معتبر مفسرین میں سے صاحب البیان صاحب المیزان اور اہل سنت کے معروف تفسیر میں سے درمنثور وغیرہ میں نقل کیا گیا ہے ۔

مجمع البیان ج ۱۰، المیزان ج ۳۰، در منثور، الکشاف ج ۴

ساتویں آیت:

مَرْجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ، بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ

الرحمن: ۱۹، ۲۰

خدا نے دو دریا بہا ئے جو با ہم مل جا تے ہیں دونوں کے درمیان ایک حد فاصل ہے جس سے تجاوز نہیں کرتے۔
در منثور جلد ۶ تفسیر فرمان علی نجفی

اگر چہ اس آیہ شریفہ کی تفسیر کے متعلق مفسرین کے مابین اختلاف ہے لیکن علامہ ابن مردویہ نے ابن عباس اور انس ابن مالک سے روایت کی ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دو دریا سے مراد حضرت علی علیہ السلام اور فاطمہ (س) ہیں جب کہ حد فاصل سے مراد ان کے دو فرزند حسن اور حسین علیہما السلام ہیں۔ اس تفسیر کی بنا پر یہ آیہ شریفہ حضرت زہرا کی فضیلت پر بہترین دلیل ہے۔

آٹھویں آیت:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ

الضحیٰ: ۵

اور تمہارا پرور دگار عنقریب اس قدر عطا کرے گا کہ تم خوش ہو جاؤ۔ اس آیہ شریفہ کے شان نزول کو اہل تسنن کے معروف و مشہور محققین میں سے جناب عسکری اور ابن لال و ابن تجار اور ابن مردویہ نے جا بر ابن عبد اللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب فاطمہ کے گھر تشریف لائے تو دیکھا جناب زہراء چکی چلا رہی ہیں اور ان کے بدن پر اونٹ کی کھال سے بنی ہوئی ایک چادر زیب تن ہے تو آپ نے فرمایا اے فاطمہ آخرت کی نعمتوں کے واسطے دنیا کی تلخی چکھو اور جلدی کرو۔ اس وقت خدا نے یہ آیہ نازل فرمائی۔

در منثور جلد ۶، ص ۳۳۳، تفسیر فرمان علی نجفی

اس روایت کی بناء پر آیہ شریفہ سے حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کی فضیلت اور عظمت بخوبی واضح ہوجاتی ہے۔ لہذا مذکورہ آیات کی تفسیر شان نزول اور دیگر قرائن و شواہد سے واضح ہو جا تا ہے کہ زہراء سلام اللہ علیہا کا ثنات کی تمام خواتین سے افضل ہیں اگر چہ کچھ روایات منقول ہیں کہ جن سے استفادہ ہو تا ہے کہ تمام خواتین سے افضل چار خواتین ہیں:

حضرت خدیجہ، حضرت مریم، حضرت آسیہ، حضرت زہراء

لیکن آیات سابقہ اور وہ روایات جو زہراء سلام اللہ علیہا کی عظمت پر دلالت کرتی ہیں ان کی روشنی میں بلاشک و تردید یہ کہا جاسکتا ہے کہ حضرت زہراء ان بافضلیت خواتین میں سے افضل ترین ہیں۔

/http://shiastudies.com